حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی *

دو وحدتیں

وحدت خداوندی اور وحدت انسانی

امت مسلمہ کو ہم سب کے پروردگار، خالق ومالک کی طرف سے امت دعوت بنایا گیا ہے (تم وہ بہتر امت ہو جو لوگوں کے لیے نکالی گئی، تم اچھی باتوں کی تلقین کرتے اور بری باتوں سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو) اس طرح اس امت کو پوری انسانیت کی صلاح وفلاح کا کام سپرد کیا گیا ہے، اس کو اس کے سیدنا خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حجۃ الوداع کے موقع پر یہ ہدایت دی گئی ہے کہ "ألا فليبلغ الشاهد الغائب، فرب مبلغ أوعى من سامع" کہ (میری یہ ہدایات جو میں دے رہا ہوں یہاں موجود لوگ ان لوگوں کو بھی پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں، کیونکہ بعض وقت وہ لوگ جن کو بات پہنچائی جاتی ہے بات کو سننے والے سے زیادہ سمجھنے اور ماننے والے ہوسکتے ہیں) اور فرمایا: "بلّغوا عنّي ولو آية" کہ (میری طرف سے پہنچاؤ خواہ ایک آیت ہی ہو) اور جبکہ امت مسلمہ کے افراد غیروں کی اکثریت والے علاقوں میں ہوں ان پر یہ ذمہ داری زیادہ عائد ہوتی ہے۔

اسلام اللہ رب العالمین کا عطاء کردہ مذہب ہے اس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کی بنیاد توحید کے نظریہ پر ہے، توحید یعنی آپس کی وحدت، اور یہ وحدت دو طرح کی ہے، یہ نسلی بنیاد پر بھی ہے اور خدا کی تابعداری اور اطاعت کے لحاظ سے بھی ہے، نسلی لحاظ سے یہ وحدت اس طرح ہے کہ سب انسان ایک ماں باپ یعنی حضرت آدم اور حضرت حواء کی اولاد ہیں جن سے نسل انسانی کا آغاز ہوا، اور سب اسی ایک بڑے اور عالمی خاندان کے فرد ہوئے، اور اس طرح سب آپس میں بھائی بھائی ہوئے، اور اس طرح سب آپس میں برابر ہیں، کوئی بڑا یا چھوٹا نہیں، ہمارا بڑا یا چھوٹا ہونا ہمارے عمل

---

* ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

کے اچھے یا برے ہونے کے لحاظ سے ہے رنگ اور نسل کے اعتبار سے نہیں ہے، اور اسی طرح ہم سب ایک خدا کے بندے ہیں، ہمارا پیدا کرنے والا اور ہمارا خدا یعنی اللہ رب العزت ایک ہے، ہم سب کو اور پوری کائنات کو اسی نے بنایا اور ہمارے اچھے اور برے کو وہی سب سے زیادہ جانتا ہے، لہٰذا بندوں کے اچھے اور برے عمل کا تعین اسی کے دیئے ہوئے قانون کے تحت ہوگا، اور ہمارے لیے وہی کرنا مناسب ہے جو اسی خدائے واحد کے فرمان کے مطابق ہو، انسانوں کی یہ دو وحدتیں ہی انسانوں کو ادھر ادھر بھٹکنے سے بچا سکتی ہیں، ہم سب انسان ایک باپ کی اولاد ہیں، لہٰذا ہماری ان سب نسلوں کی اصل و بنیاد ایک ہے اور ہم ایک خدا کے بنائے ہوئے اور پیدا کئے ہوئے ہیں، لہٰذا ہم سب اسی ایک خدا کے ماتحت ہیں اور وہی ہمارے اچھے برے کو سب سے زیادہ جانتا ہے، اسی کے بتائے ہوئے طریقوں میں ہماری خیر اور کامیابی ہے۔

یہ وہ دو وحدتیں ہیں جن کی بنا پر انسان کی زندگی میں یکجہتی پیدا ہوسکتی ہے اور ان دونوں وحدتوں کی بنیاد پر انسان ادھر ادھر بھٹکنے سے بچ سکتا ہے، اور آپس میں اونچ نیچ اور ٹکراؤ سے محفوظ ہوسکتا ہے، لہٰذا زندگی کے معاملات میں اچھے اور برے طور طریقوں کو ماننے کے لیے اپنے اسی ایک خالق و مالک ہی کے فرمان کو اختیار کرنا ہوگا۔

اسلام میں اس وحدت انسانی اور وحدت خداوندی کے تحت ہم کو جو دستور حیات دیا گیا ہے اس کی دو اہم خصوصیات ایسی ہیں کہ کم از کم ہمارے علم و واقفیت میں وہ دوسرے مذاہب میں نہیں پائی جاتی ہیں، ایک تو یہ کہ اسلام کا یہ دستور حیات اس کے عطاء کرنے والے کے ہی الفاظ میں اور اپنی اصل شکل میں بلاتغیر وتبدل باقی اور جاری ہے، یہ دستور حیات خدائے واحد کے الفاظ میں بھی ہے اور اس کی تفصیل و وضاحت اس کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی حالات اور زبانی وضاحتوں کی شکل میں بھی ہے اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آنے والوں نے ان کو بالکل ان ہی کی شکل میں باقی رکھا اور اپنی طرف سے نہ کچھ بڑھایا اور نہ گھٹایا، بلکہ اس کو بعینہٖ اسی طرح بیان کیا اور صرف اس کی حفاظت و وضاحت پر اکتفاء کی، اور اس کی حفاظت میں صحت وامانت داری اور احتیاط اور اس کے بیان کرنے کے سلسلہ میں پوری تحقیق سے بھی کام لیا، اورانھوں نے یہ کام بڑی محنت سے کیا، کہیں پر اگر سمجھنے یا سمجھانے کے لحاظ سے فرق محسوس ہوا تو اس فرق کو بھی واضح کردیا تاکہ شک شبہ کی گنجائش نہ رہ جائے، اس طرح اسلام کی تعلیمات اپنے اولین سرمایہ کے مطابق بے کم وکاست صحیح صحیح پوری طرح محفوظ رہیں اور برابر محفوظ ہیں۔

اسلام کی اس مذکورہ خصوصیت کے ساتھ دوسری بڑی اور اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس کی تعلیمات انسانی زندگی کے صرف عقیدہ وعبادت تک ہی محدود نہیں رکھی گئیں جیسا کہ عام طور پر دوسرے مذاہب میں ہے، بلکہ عقیدہ وعبادت کے ساتھ ساجی اور مالی معاملات اور تمدنی ضروریات تک وسیع رکھی گئی ہیں، اس طرح انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس میں ہم کو اسلام کی طرف سے صحیح اور مفید ہدایات نہ دی گئی ہوں، گھر کے اندر شوہر بیوی اور ان کی اولاد کے معاملات ہوں یا بازار میں خرید و فروخت اور مالی لین دین کے ہوں یا غیروں کے آپسی معاملات ہوں ، ہم وطن ہم مذہب ہوں یا دوسرے مذہب کے ہوں، سیاست ہو،حکمرانی کے سلسلہ کے معاملات ہوں،حکومت اپنی ہو یا غیروں کی ہو، ان سب میں اسلامی تعلیمات اور ان کے احکام ایسے معتدل اور متوازن انداز کی رہنمائی کرتے ہیں کہ ان سے آپس میں ہمدردی، تعاون اور خیرخواہی اور انسانیت نوازی پوری جھلکتی ہے، اس طرح اسلام انسانیت کے اعلیٰ معیار کا طریقہ کار بن جاتا ہے، اور انسانیت جب حالات کی خرابی کے اثر سے اپنی باعزت سطح سے گر جائے تو اس کو اس سطح سے اٹھا کر اس کی اعلیٰ سطح تک پہنچانے کے لیے سیڑھی کا کام انجام دے سکتا ہے۔

مگر افسوس یہ ہے کہ اسلام کی ان اعلیٰ اور انسانیت نواز صفات وتعلیمات کا عام طور پر مطالعہ نہیں کیا گیا، صرف اپنے پاس پڑوس کے ان مسلمانوں کو دیکھ کر جو خود اسلامی تعلیمات سے واقفیت حاصل نہ کر سکنے کی بنا پر اپنے پڑوسیوں کو دیکھ کر اپنی زندگی کو ان ہی جیسی زندگی کی طرح گذارنے لگے، رائے قائم کی جارہی ہے، ضرورت ہے کہ اسلام کی ان خوبیوں کو جو انسانیت کے لیے ذریعہ راحت و سہولت اور ذریعہ عزت اور اعلیٰ اخلاق کی حامل ہیں ، اور وہ سب قرآن وحدیث سے جو کہ محفوظ ومعتمد سرمایہ ہیں، ماخوذ ہیں لوگوں تک پہنچایا جائے اور ان غلط فہمیوں کو دور کیا جائے جو اسلام کے متبعین یا واقف لوگوں میں نہیں ہوسکتی ہیں۔اس کے لیے خود اپنوں کو اور غیروں کو ان تعلیمات سے واقف کرانے کے لیے جلسے اور کانفرنسیں اور میڈیا ایک بہترین ذریعہ ثابت ہوسکتے ہیں، ان میں جدید تعلیم یافتہ دانشوروں کو اور اسلامی تعلیمات کی بنیادی سطح سے مہارت کی سطح تک واقفیت پیدا کرنے والے حضرات ، جو معتمد درجہ کے علماء دین میں ہیں، کو بھی مدعو کیا جاتا ہے، ان دونوں طبقوں کے یکجا ہوکر اسلام کی انسانیت نوازی اور انسانی زندگی کے لیے اس کے خیر طلبی اور ہمدردی کے مختلف پہلوؤں کو پیش کرنا بہت مفید ہوسکتا ہے، اور اس طرح دونوں طبقوں کی مشترکہ کوشش سے دین وملت و دعوت کی خدمت کا کام بہت اچھے انداز سے انجام دیا جاسکتا ہے۔